آئینہ ہے یہ نورِ سرمد کا
عکس ہے یہ رُخِ محمد کا

چودھویں کا ہے چاند یہ البدرؔ
فیض ہے یہ غلام احمد کا

البدر

اے جہان منتظر خوش باش کاندر بستان
آن مسیح دور آخر مہدی آخر زمان

چہ گویم با تو گرائی چہ اندر قادیان ہیں
دوا بہی شفا ہیں غرض دارالامان ہیں

نمبر	ہر ایک انگریزی ماہ کی ۱-۸-۱۶-۲۴-کو دارالامان قادیان سے شایع ہوتا ہے	جلد ۳

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکی جماعۃ کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
معجزہ او باشیر شد اندر بدن
ما ازو نوشیم ہر آبی کہ ہست
ما ازو یابیم ہر نور و کمال
از ملائک از خبرہای معاد
معجزات او ہمہ حق اند و راست
بر ہمہ از جان و دل ایمان ما

مصطفیٰ ما را امام و مقتدا
بادہ عرفان ما از جام اوست
جان شد و با جان بہ آید جان ازان
رو شد ہر آب سیری کہ ماست
وصل دلدار ازل بی او محال
ہر چہ گفت آن مرسل رب العباد
منکر آن مورد لعن خداست
ہر کہ انکاری کند از اشقیاست

اندرین دین آمدہ از مادریم
آن رسولی کش محمد ہست نام
ہست او خیر الرسل خیر الانام
آنچہ از حق و از ہادی بود
اقتدای قول او در جان ماست
آن ہمہ از حضرت احدیت است
معجزات انبیاء سابقین
یکقدم دوری ازان روشن کتاب

ہم بدین از دار دنیا بگذریم
دامن پاکش بدست ما مدام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن ہمہ خود از ہمان جانی بود
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
منکر آن مستحق لعنت است
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
نزد ما کفر است و خسران و تباہ

وہ الفاظ جنمیں حضرت اقدس بیعت کرتے ہیں ہاتھ میں ہاتھ لیکر آپ فرماتے جاتے ہیں اور طالب دہراتا جاتا ہے

اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ سہ بار۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر اُن تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا۔ اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں۔ کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے۔ تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور **دین کو دنیا پر مقدم** رکھونگا۔ استغفر اللّٰہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ (سہ بار) رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں

(پھر اس کے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کیلئے دعا کرتے ہیں۔)

دس شرائط بیعت

اوّل - بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اسبات کا کرے کہ آیندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جاوے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم - یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت اُنکا مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم - یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا۔

چہارم - یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم - یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کیساتھ وفاداری کریگا۔ اور بہر حالت راضی بقضاء ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اُسکی راہ میں تیار رہیگا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیریگا۔ بلکہ آگے قدم بڑھائیگا۔

ششم - یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہواو ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللّٰہ اور قال الرسول کو اپنی ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔

ہفتم - یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔

ہشتم - یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم - یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے۔ اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔

دہم - یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھکر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اسکی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

نوٹ - بیعت کا اشتہار حضرۃ امام الزمان نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دیا تھا۔ نومبر و دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء تک اسی ۱۴ سال ہوا ہیں جبکہ البدر آپ کے سفر کو ساتھ اور چہاردہم سال کی یادگار میں جو یکم نومبر کا نمبر ہے۔ قادیان سے نکلا ہوا۔

مطبع انوار الاسلام قادیان میں باہتمام مفتی محمد صادق

ایک شکایت کا جواب

خریدار نمبر ۱۵۱۵ - تحریر فرماتے ہیں -
کہ البدر کی خریداری اسلئے تجویز کی تھی - کہ اسمیں روزانہ اقوال وافعال وعظ وپند اور جواب معترضین جو ہوں - وہ درج ہوتے ہیں - مگر اسکو معکوس پایا اگرچہ دوران مقدمہ کا حوالہ دیکر دل شائقان کو مطمئن کیا ہے - جو کہ مثل سراب ہے - حالانکہ یہ پرچہ مضمون اخبار دنیا سے مستثنےٰ تہا - ہم تو تقریر جناب مرزا صاحب کے خواہاں ہیں - بڑ دیکہا گیا ہے - کہ جون کے حالات جولائی میں درج ہوئے ہیں -
ہمارے مہربان دوست کو واضح ہو - کہ اسمیں شک نہیں - کہ البدر کے اجرا کی علت غائی یہی ہے - کہ حضرت مرزا صاحب کے اقوال اور افعال بڑی بسط سے اس میں درج ہوں - الحمد للہ حتے الوسع یہ اپنے فرض منصبی کو نبہا بہی رہا ہے - لیکن تاہم بدیں وجہ - کہ ہر قسم کی اخباری خدمت کا بوجہ صرف ایک شخص پر ہے - اور موجودہ اشاعت ابہی تک اس امر کی بہی متحمل نہیں ہوئی - کہ کارخانہ کے اخراجات کو کچھ برداشت کرنے تو زیادہ سٹاف رکہنے کی گنجائش کب ہو سکتی ہے - پہر انسانی وجود کو عوارضات وقتی بہی لاحق ہوتے ہیں اور انتظامی امور کے واسطے ہیڈ کوارٹر سے باہر بہی جانا پڑتا ہے - اسلئے کلمات طیبات کا ضبط کماحقہٗ اسوقت تک نہیں ہو سکتا - جب تک کہ اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل سے اسکے متعلق کل ذرائعہ بہم پہنچا دیوے - پہر یہ بات بہی یاد رکہنے کے قابل ہے - کہ مامور من اللہ اس امر کا ہرگز پابند نہیں ہے - کہ صرف اخبار کی خاطر ہر ہفتہ میں چند تقریریں کرے اکثر اوقات دو دو ہفتہ بہی ایسے گذر جاتے ہیں - کہ کوئی تقریر نہیں ہوتی - اور نہ اسکے لئے کوئی خاص محرک پیدا ہوتا ہے - اس میں شک نہیں - کہ مامور من اللہ کا ہر ایک فعل اور قول محل اور موقعہ کی پابندی سے اس قابل ضرور ہوتا ہے کہ اسکی اتباع کی جاوے مگر بعض مصالحہ وضرورت وقت کے لحاظ سے یہ ہرگز ضروری نہیں ہوتا - کہ اوسکی اشاعت بہی اوسی وقت ہو - اسی لئے ہر ایک امر کی اشاعت میں بدیں وجہ احتیاط ضروری ہے - کہ ممکن ہے - کہ ہم قائل کے قول کو کسی ایسی طرز میں ادا کر دیں - جو اسکے مفہوم اور مراد سے کوسوں دور ہو کر کسی کے ابتلا کا موجب ہو - اور اسی لئے ہمکو اس قسم کی ضرورتیں پیش آئی ہیں - کہ گاہے گاہے پبلک پر اس حقیقت اور امر واقعی کو ظاہر کر دیں - کہ اخبارات کا کسی قسم کا مالی یا تجارتی تعلق مسیح موعود علیہ السلام سے ہرگز نہیں - نہ انکے مضامین کی تالیف اور ترتیب میں آپ سے استمزاج یا استصواب کیا جاتا ہے ایک ضرورت حقہ کو محسوس کرکے دینی استفادات کی تحصیل ...... کیلئے یہ اخبار جاری ہے - تاکہ مخلوق خدا کو ہمارے ہاتہوں بہی ایک خیر کثیر حاصل ہو - ممکن ہے کہ اسکا کوئی حصہ یا کل قبول ہو کر ہماری سعادت ابدی کا موجب ہو جاوے ۞

پس ایسی صورتوں میں جبکہ ہمیں علم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی طبیعت علیل ہے - یا یہ ہفتہ تقریر سے خالی ہے - تو ہم یا تو انکی تصنیفات ہی سے ایک حصہ اخبار میں دیتے یا موجودہ تقریر کو مختلف حصص میں تقسیم کرتے ہیں - تاکہ ان نمبروں سے جو اخبار کا رمضان ہے اخبار محروم نہ رہے اور ایسی ہی صورتوں میں دوسرے مضامین بہی دیکر اخبار کا پیٹ پورا کیا جاتا ہے -

پہر چونکہ اخبار کے جسقدر خریدار ہیں - ہر ایک کے تقاضا ئے اور خواہشیں مختلف ہوتی ہیں - بعض احباب کا تواریخی مذاق دیکہ کر اور یہ معلوم کرکے کہ انکو واقعات اور تغیرات عالم سے ایک خاص دلچسپی ہے - جسکے لئے دوسرے غیر از جماعت اخبار ونکی ضرورت پڑتی ہے ایک حصہ خبر ونکا رکہا گیا ہے - اور آپ اگر نظر غور سے دیکہیں گے - تو اس حصہ کو بہی دین کا ایک جزو پائینگے - کاتب کی عدم موجودگی اور کارخانہ کے دیگر حوائج کی وجہ سے ایسا بہی ہوتا ہے - کہ بعض اقوال بہت دیر کے بعد یا بے ترتیب شائع ہوں - امید ہے - کہ یہ جواب جناب کو تسلی بخش ہو کر کارخانہ سے ہمدردی اور حسن ظن کے ازدیاد کا موجب ہوگا - مزید اطمینان کے لئے ہیں جناب کو البدر نمبر ۲۷ - ۲ اور ۲۸ کے مضامین معززہ ناظرین اور تحدیث نعمت صفحہ ۲ کے مطالعہ کیطرف توجہ دلاتا ہوں -

نیز ہمارے ناظرین یاد رکہیں - کہ ہم اس بات سے ہرگز غافل نہیں - کہ ہماری ان خدمات اور ادائگی حقوق ناظرین کی بازپرسی عند اللہ ہونے والی ہے

(غ - م - خریدار ۲۶۰)

۳ - مسٹر بیگ ہم سے شکایت کرتے ہیں - کہ ہمارا حساب ۲ ستمبر کو شروع ہوتا ہے - اس سے پیشتر وی پی کیوں کیا گیا - اور شائد اسی وجہ سے ناراض ہو کر اخبار کو بہی آپ بند کرتے ہیں -
مکرمی واضح رائے عالی ہو کہ جب چار پانسو آدمی کا حساب ایک کارخانہ میں ہو تو - تو اس قسم کی غلطی کا امکان کوئی بڑی بات نہیں - اور میں نہیں سمجہ سکتا - کہ یہ ادنیٰ سی فروگذاشت جو کہ صغائر میں شمار ہو کر قابل عفو ہو سکتی ہے - اسقدر ناراضگی کی کیوں موجب ہوئی - کہ وی پی واپس کرکے بجائے کارخانہ کی امداد وہمدردی کے الٹا زیر بار نقصان کیا گیا اور اخبار کی خریداری سے بہی دستکشی اختیار کی حساب میں جو غلطی ہو - کارخانہ اسکا ذمہ وار ہے اور آئندہ کیلئے ہم ناظرین سے ملتمس ہیں - کہ ان وجوہات پر وہ وی پی واپس نکیا کریں - اور نہ ناراض ہوا کریں - غلطی کے ثابت ہو جانے پر کارخانہ اسکارڈ کی قیمت بہی دے دیگا - جو اسکی اطلاع کیلئے لکہا جاویگا - اور یاد رہے - کہ یہ ایک دینی خدمت ہے - جسکی بجا آوری ہمنے خدا کے فضل سے ہاتہ میں لی ہے - اور جو شخص اخبار کو خرید کر کارخانہ کی امداد کرتا ہے - اور یہی اسکی نیت ہے وہ بہی اس خدمت کے اجر کا مستحق ہے - انسان کی نیت پر جو ثمرات مرتب ہوتے ہیں - افسوس ہے - کہ بعض لوگ اسکی فلاسفی سے لاعلمی کے باعث خیر کثیر سے محروم رہ جاتے ہیں -
نیز واضح ہو کہ آپ کا حساب آخر اگست سے ہے - نہ کہ شروع ستمبر سے - ۞

موصول زر لغایت ۱۰ اگست ۱۹۰۴ء

اگر کسی صاحب کا چندہ رہ گیا ہو تو وہ تاریخ اور مہینہ بتلائے پہر بعد تحقیق درج کر دیا جائیگا ۞ غلام مصطفےٰ خاں مگیانہ عہ

عبد الرحمن صاحب احمدی	عہ	مولوی کرم داد صاحب دوالمیال	عہ
اللہ بخش کوہاٹ	عہ	مولوی قطب الدین صاحب بنوں	عہ

گکیانہ عہ - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ترگری عہ - میاں عبد اللہ جنڈو ساہی عہ - محمد دین صاحب چک علی عہ - منشی طفیل احمد صاحب چنڈوسی عہ - نواب محمد علی خانصاحب رئیس

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تقریر* کا خلاصہ

آپنے جو مجھ سے آج تعلق بیعت کیا ہے۔ تو مین چاہتا ہون۔ کہ کچھ بطور نصیحت چند الفاظ تمہین کہون۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ انسان کی زندگی کا کچھ اعتبار نہیں اگر کوئی شخص خدا پر ایمان رکھے۔ اور پھر قرآن کریم پر غور کرے۔ کہ خدا تعالے نے کیا کچھ قرآن کریم میں فرمایا ہے تو وہ شخص دیوانہ وار دنیا کو چھوڑ خدا کا ہو جاوے۔ یہ بالکل سچ کہا گیا ہے۔ کہ دنیا روزے چند۔ عاقبت با خداوند۔ اب خدا کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جو شخص خدا کیطرف آنا چاہتا ہے۔ اور فی الواقعہ اس کا دل ایسا ہین۔ کہ اُس نے دین کو دنیا پر مقدم کیا ہو۔ تو وہ خدا کے نزدیک قابل سزا ٹھہرتا ہے۔ ہم اس دنیا میں دیکھتے ہین۔ کہ اس کے مقاصد حاصل کرنے کے لیئے جب تک کافی حصہ اپنا اُن کی طلب مین خرچ نہ کر دین۔ وہ مقاصد حاصل ہونے ناممکن ہین۔ مثلاً اگر طبیب ایک دوائی اور اُس کی ایک مقدار مقرر کر دے۔ اور ایک بیمار وہ مقدار دوائی کی تو نہیں کھاتا۔ بلکہ تھوڑا حصہ اُس دوائی کا استعمال کرتا ہے تو اس کو کیا فایدہ اس سے ہوگا۔ ایک شخص پیاسا ہے تو ممکن نہیں۔ کہ ایک قطرہ پانی سے اس کی پیاس دور ہو سکے

اسی طرح جو شخص بھوکا ہے۔ وہ ایک لقمہ سے سیر نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح خدا تعالے پا اوس کے رسول پر زبانی ایمان لے آنا یا ایک ظاہرا رسم کیطور پر بیعت کر لینا۔ بالکل بے سود ہے۔ جب تک انسان پوری طاقت سے خدا تعالی کی راہ مین نہ لگ جاوے۔ نفس کی خیر خواہی اسی مین ہے۔ کہ انسان پورے طور پر وہ حصہ لے۔ جو روحانی زندگی کے لیئے ضروری ہے۔ صرف یہ خیال کہ مین مسلمان ہون۔ کافی نہیں۔ مین نصیحت کرتا ہون۔ کہ آپ نے جو تعلق مجھ سے پیدا کیا ہے (خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈالے) اس کو بڑھانے اور مضبوط کرنے کی فکر مین ہر وقت لگے رہین۔ لیکن یاد رہے۔ کہ صرف اقرار ہی کافی نہیں۔ جب تک علی رنگ سے اپنے آپ کو رنگین نہ کیا جاوے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون الخ یعنی کیا انسانون نے گمان کر لیا ہے۔ کہ ہم صرف اٰمنا ہی کہکر چھٹکارا پالین گے۔ اور کیا وہ آزمائش مین نہ ڈالے جاوین گے۔ سو اصل مطلب یہ ہے۔ کہ یہ آزمائش اسی لیئے ہے۔ کہ خدا تعالے دیکھنا چاہتا ہے۔ کہ آیا ایمان لانیوالے نے دین کو ابھی دنیا پر مقدم کیا ہے یا نہیں۔ آج کل اس زمانہ مین جب لوگ خدا کی راہ کو اپنے مصالح کے برخلاف پاتے ہین۔ یا بعض جگہ حکام سے ان کو کچھ خطرہ ہوتا ہے تو وہ خدا کے راہ سے انکار کر بیٹھتے ہین۔ ایسے لوگ بے ایمان ہین۔ وہ نہین جانتے۔ کہ فی الواقعہ خدا ہی احکم الحاکمین ہے۔ اس مین کچھ شک نہیں۔ کہ خدا کی راہ بہت دشوار گذار ہے۔ اور یہ بالکل سچ ہے۔ کہ جب تک انسان خدا کی راہ مین اپنی کھال اپنے ہاتھ سے نہ اتار لے۔ تب تک وہ خدا کی نگاہ میں مقبول نہیں ہوتا۔ ہمارے نزدیک بھی ایک بیوفا نوکر کسی قدر و منزلت کے قابل نہیں۔ جو نوکر صدق و وفا نہیں دکھلاتا۔ وہ کبھی قبولیت نہیں پاتا۔ اسی طرح جناب الٰہی میں وہ شخص پرلے درجہ کا بے ادب ہے۔ جو چند روزہ دنیوی منافع پر نگاہ رکھکر خدا کو چھوڑتا ہے۔ بیعت سے مراد خدا تعالے کو جان سپرد کرنا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ ہم نے اپنی جان آج خدا کے ہاتھ بیچدی۔ یہ بالکل غلط ہے کہ خدا کی راہ مین چلکر انجام کار کوئی شخص نقصان اوٹھاوے۔ صادق کبھی نقصان نہیں اُٹھا سکتا۔ نقصان اُسی کا ہے جو کاذب ہے۔ جو دنیا کے لیئے بیعت کو اور عہد کو جو اللہ تعالے سے اُس نے کیا ہے۔ توڑ رہا ہے۔ وہ شخص جو محض دنیا کے خوف سے ایسے امور کا مرتکب ہو رہا ہے۔ وہ یاد رکھے۔ کہ بوقت موت کوئی حاکم یا بادشاہ اُسے نہ چھوڑا سکے گا۔ اس نے احکم الحاکمین کے پاس جانا ہے۔ جو اُس سے دریافت کریگا۔ کہ تو نے میرا پاس کیون نہیں کیا۔ اس لیئے ہر مومن کے لیئے ضروری ہے۔ کہ خدا جو ملک السموات و الارض ہے۔ اُس پر ایمان لاوے۔ اور سچی توبہ کرے اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ یہ امر بھی یونہی حاصل نہیں ہوتا ہے۔ خدا ہی یہ امر دلمین بٹھائے۔ تو بیٹھ سکتا ہے۔ سو اس کے لئے دعا بکار ہے

جو شخص اللہ تعالی کی راہ میں صدق سے قدم اُٹھاتا ہے۔ اس کو عظیم الشان طاقت اور خارق عادت قوۃ دیجاتی ہے۔ مومن کے دل مین ایک جذب ہوتا ہے کہ جس قوت جاذبہ کے ذریعہ وہ دوسرون کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ مین نہیں سمجھ سکتا۔ اگر تم مین جذب محبت خدا کی راہ میں کافی ہو۔ تو پھر کیون لوگ تمہاری طرف نہ کھینچے آوین۔ اور کیون نہ تم میں ایک مقناطیسی طاقت نہ ہو جاوے۔ دیکھو قرآن مین سورۃ یوسف میں آیا ہے۔ "ولقد ھمت بہ وھم بھا لو لا ان رأ برھان ربہ" یعنے جب زلیخا نے یوسف کا قصد کیا۔ یوسف بھی زلیخا کا قصد کرتا۔ اگر ہم حائل نہ ہوتے۔ اب ایک طرف تو یوسف جیسا متقی ہی۔ اور اُس کیمتعلق یہ کہا جاتا ہے۔ کہ وہ بھی زلیخا کیطرف مائل ہو ہی چکا تھا۔ اگر ہم نہ روکتے۔ اُس میں سر یہ ہے کہ انسان میں ایک کشش محبت ہوتی ہے۔ زلیخا کی کشش محبت اس قدر غالب آئی تھی۔ کہ اس کشش نے ایک متقی کو بھی اپنی طرف کھینچ لیا۔ سو جائے شرم ہے کہ ایک عورت مین جذب اور کشش اسقدر ہو۔ کہ اس کا اثر ایک مضبوط دل پر ہو جاوے۔ اور ایک شخص جو مومن ہونے کا دعوٰی کرتا ہے۔ اس میں جذب محبت الٰہی اسقدر نہ ہو۔ کہ لوگ اس کیطرف کھینچے چلے آوین۔ یہ عذر قابل پذیرائی نہیں۔ کہ زبان مین یا وعظ میں اثر نہیں۔ اصلی نقص قوت جاذبہ میں ہے۔ جب تک وہ کامل نہیں۔ تب تک زبانی خالی باتون سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اور ہمارے مسائل سو وہ بھی بالکل صاف ہین۔ مثلاً قرآن شریف کی یہ آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم الخ اس میں ایک جواب اور ایک سوال ہے۔ خدا تعالے نے مسیح علیہ السلام سے پوچھے گا۔ کہ کیا تو نے لوگون کو ایسی تعلیم دی تھی۔ کہ مجھ اور میری ماں کو معبود بنالینا تو وہ جواب مین عرض کرینگے کہ بار خدایا جب تک مین زندہ رہا۔ اور اُن مین رہا۔ مین نے تو ان کو ایسی تعلیم نہیں دی۔ البتہ جب تو نے مجھ کو مار دیا۔ تو پھر تو ہی ان کا نگران حال تھا۔ مجھے کوئی علم نہیں۔ کہ میرے پیچھے انہون نے کیا کیا۔ یہ کیسی موٹی بات ہے۔ کہ خود مسیح اپنی وفات کا اقرار کرتے ہین۔ وہ کہتے ہین۔ کہ اگر عیسائی بگڑے تو میری وفات کے بعد بگڑے۔ جب تک مین ان میں زندہ رہا۔ تب تک وہ صحیح عقیدہ پر قایم تھے۔ اب اگر عیسائی بگڑ گئے ہین۔ تو بالضرور مسیح مر چکا ہے

---

*۔ یہ تقریر حضرت اقدس نے بمقام گورداسپور ۳۰ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو بعد از نماز عصر کی تھی۔ تحریک کا باعث چند احباب حیدر آباد دکن کے تھے۔ جنہون نے اُس دن حضور علیہ السلام سے شرف بیعت حاصل کیا تھا۔

اور اگر مسیح آج تک نہین مرا - تو عیسائی بھی نہیں بگڑے - اور اگر عیسائی نہیں بگڑے - تو بالضرور عقیدہ الوہیت مسیح بھی درست ہے - پہر مسیح کا یہ کہدینا - کہ مجھے توان کے بگڑنے کا علم نہیں - جیسے کہ اسی آیت سے پایا جاتا ہے - کیا یہ جواب ان کا جھوٹا نہیں ہوگا - اگر ان کا دوبارہ دنیا مین آنا درست ہے - کیونکہ سوال وجواب قیامت کو ہوگا - اور اگر انہوں نے دوبارہ دنیا مین آکر چالیس سال رہنا ہے اور عیسائیوں اور کفار کو قتل کرکے اسلام کو پھیلانا ہے - تو بالضرور انہون نے عیسائیون کی بگڑی ہوئی حالت کو دیکھ لیا ہے - اور اس بگڑی ہوئی حالت کو دیکھکر وہ تو دوبارہ اس دنیا سے تشریف لیجاوین گے - تو پھر حضرت مسیح کا یہ جواب دینا خدا کے حضور مین دروغ بیانی ہے - کیا وہ احکم الحاکمین نہ کہیگا - کہ تو تو دوبارہ دنیا مین گیا - اور تو نے دیکھ لیا - کہ میری امت بگڑ چکی تھی - ایک مجازی حاکم کے آگے غلط بیانی دروغ حلفی کے جرم کا خطرناک ارتکاب ہے - چہ جائیکہ ایک عالم الغیب حاکم کی جناب مین ایسی دروغ بیانی کیجاوے - تو گویا اس آیت نے بڑی صفائی کیساتھ ایک طرف مسیح کی وفات کو ثابت کردیا - اور دوسری طرف ان کے دوبارہ دنیا مین تشریف لانے کا بطلان کردیا - اس کے مقابل جب ہم حدیثوں پر غور کرتے ہین - تو وہان سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے - حضرة رسالتمآب نے فرمایا - اور یہ متفق علیہ حدیث ہے کہ مین نے حضرة مسیح کو حضرة یحیی کے ساتھ دیکھا - حضرة یحیی کا مرجانا - اور اُن کا اس جماعت مین داخل ہونا - جن کی قبض روح ہو چکی ہے - ثابت شدہ امر ہے اب یہ کیسے ہوسکتا ہے - کہ مسیح بلا قبض روح دو کو انتقال کرنے کے ایک ایسے شخص کا جلیس ہو - جو دنیا سے مرچکا ہے - اب ایک طرف قول خدا اور دوسری طرف روئیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وفات مسیح - اور اُن کا دوبارہ دنیا مین واپس نہ آنا قطعی ثابت ہوگیا - اب بھی یہ لوگ اگر عقیدہ حیات مسیح سے باز نہ آوین - تو یہی سمجھا جاویگا - کہ یہی ہدایت اور سعادت صرف خدا کیطرف سے ہے - ان کے حال پر تو پہر سعدی کا یہ قول صادق آتا ہے ؎

آنکس کہ بقرآن وخبر زونہ رہی
اینست جوابش - کہ جوابش ندہی

رہا یہ کہ آنیوالا کون ہے - اس کا فیصلہ بھی قرآن وحدیث نے کردیا ہے - سورة نور نے صاف طور پر بیان کیا ہے - کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء اس امت مین سے ہونگے - بخاری اور مسلم کا بھی یہی مذہب ہے - کہ آنیوالا مسیح اس امت مین سے ہوگا - اب ایک طرف قرآن وحدیث بنی اسرائیل مسیح کی موت اور اس کے دوبارہ نہ آنے کو بیان کرتے ہین - دوسری طرف یہی قرآن وحدیث آنیوالے مسیح کو اسی اُمت مین سے ٹھہراتے ہین - تو پھر اب انتظار کس بات کا ہے - اب علامات کو بھی دیکھ لیا جاوے - صدی کے سر پر مجدد کا آنا سب نے تسلیم کیا ہے - اور یہ بھی مانا ہے - کہ مسیح بطور مجدد صدی کے سر پر آویگا - صدی مین سے بائیس سال گذر گئے - اور اس وقت تک مجدد نظر نہ آیا - آخر اس صدی کے سر پر جس مجدد نے آنا تہا - وہ کہان ہے - مہدی کا نشان کسوف وخسوف تہا - جو رمضان مین ہونا تہا - اس کسوف وخسوف پر بھی آٹھ سال گذر گئے - مہدی نہ آیا - اگر یہ کہا جاوے - کہ نشان تو ہوگیا - لیکن صاحب نشان بعد مین آوے گا - تو یہ عقیدہ بڑا فاسد ہے - اور قسم قسم کے فسادات کی بنا ہے - اگر ایک زمانہ کے بعد اکٹھے بیس انسان تو مہدویت کے مُدعی ہو جاوین - تو پھر اُن مین کون فیصلہ کریگا - ضرور ہے - صاحب نشان نشان کے ساتھ ہو - یہ لوگ ممبرون پر چڑھ کر صدی کے سر پر کو اور کسوف وخسوف کو یاد کیا کرتے اور روتے تھے - لیکن جب وہ وقت آیا تو یہی لوگ دشمن بن گئے - حدیث کے مطابق تمام نشان واقعہ ہوگئے - لیکن یہ لوگ اپنی ضد سے باز نہین آتے کسوف وخسوف کا عظیم الشان نشان ظاہر ہوگیا - لیکن خدا کے اس نشان کی قدر نہ کیگئی - اسی طرح کل انبیاء کی کتب سابقہ اور قرآن وحدیث مین ایک اور بلا کیطرف اشارہ تھا - جو کسوف وخسوف کے آسمانی نشان کے بعد آنیوالی تہی - اور وہ طاعون ہے جو وہ بھی مسیح کے زمانہ سے وابستہ تہی - یہ ایک خطرناک مصیبت ہے - جس کی طرف ہر ایک اولوالعزم نبی نے بالتصریح یا بالاجمال اشارہ کیا ہے - طاعون آگئی - لاکھون انسان تباہ ہوگئے - اور نہ معلوم کب تک اس کی تباہی چلتی رہیگی - لیکن جس موعود کے زمانہ کی شناخت کا یہ نشان ہے - اُسے ابتک ان لوگون نے نہ پہچانا - اسی طرح زمین اور آسمان نے شہادة دی - لیکن ان شہادتون کو ردی سمجھا گیا - خدا غیور ہے اور وہ اپنی غیرت دکھلائیگا - ایک مجازی حاکم عدول حکمی اپنے پسند نہیں کرتا - تو وہ احکم الحاکمین غیور خدا کب اس عدول حکمی کو بلا سزا چھوڑے گا - ایک اور نشان اس زمانہ کا وہ نئی سواری تھی - جس نے اونٹون کو بیکار کردیا تھا - قرآن نے واذا العشار عطلت - (جب اونٹنیان بیکار ہوجاوین گی) کہکر اس زمانہ کا پتہ تلایا - حدیث نے مسیح کے نشان مین یون کہا - لیترکن القلاص فلا یسعی علیہا پہر یہ نشان کیا پورا نہ ہُوا - حتّے کہ اس سرزمین مین بھی جہان آج تک اونٹنی کی سواری تھی - اور بغیر اونٹنیون کے گذارہ نہ تھا - وہان بھی اس سواری کا انتظام ہوگیا - اور چند سالون مین اونٹون کی سواری کا نام ونشان نہیں ملے گا - اونٹنیان بیکار ہوگئین مقرر کردہ نشان پورے ہوگئے - لیکن جس کا یہ نشان تھا - وہ پہچانا نہ گیا - کیا یہ امور بھی میرے اختیار مین تھے - کہ ایک طرف تو مین دعوی کرون اور دوسری طرف یہ نشان پورے ہوتے جاوین کیا آسمانی نظام پر بھی میرا دخل ہے - جو کسوف اور خسوف موعود کو پیدا کرلیتا - یا میرے ہاتھ کوئی ایسے مواد ہین - جن سے زمین پر موعود طاعون پیدا ہو گئی - یا حج کا روکنا - جو یہ بھی مسیح کا نشان تھا - کیا یہ بھی میرے اشارہ سے ہُوا - اسی طرح بیسیون نشان زمانہ مسیح کیساتھ وابستہ تھے - وہ سب پورے ہوگئے - خدا تعالے نے کون سی حجت کو اُن پر پورا نہیں کیا - لیکن ان کا انکار ابھی اسی طرح ہے - اصل بات یہ ہے - کہ زمانہ مین دہریت پھیلی ہوئی ہے - جو خفیہ خفیہ سب دلون پر اثر کر رہی ہے - خشیت الہی دن بدن مفقود ہورہی ہے - کان رکھتے ہین - پر سن نہیں سکتے - آنکھیں رکھتے ہین - پر نہیں دیکھتے دل رکھتے ہین - پر نہیں سمجھتے - یہی وجہ ہے - کہ انکار ہے - ورنہ معاملہ تو بہت ہی صاف تھا - میری کتابون کے دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے - کہ کسقدر اتمام حجت کیگئی ہے - اب اُن کے پاس کوئی جواب نہیں خدا نے قوی دلائل سے ان کا رگ وریشہ کاٹ دیا ہے - لیکن یہ نہیں دیکھتے -

ایک مامور کی شناخت کے تین طریق ہین - نقل عقل - تائیدات سماوی - اب دیکھنا چاہیئے - کہ یہ تینوں امور اس سلسلہ کے موید ہین - دانیال اور دیگر انبیاء نے تو اس کے آنے کا زمانہ مقرر کردیا ہے حتی کہ صدی اور سال بھی مقرر کردیا ہے - تمام عیسائیون مین ایک قسم کی گھبراہٹ پیدا ہوئی ہے - کیونکہ کتب سابقہ کیمطابق مسیح کی آمد کا وقت آچکا ہے - اور مسیح ابھی تک آیا نہیں - اس لئے بعض علماء اخیر مجبور ہو کر اس طرف گئے ہین - کہ مسیح کی آمد ثانی سے مراد ....

مسیح موعودؑ کی عمر پر اعتراض کا جواب

اور

مسٹر محبوب عالم کا قول و فعل

قول اگر آپنے دیکھنا ہو - تو پیسہ اخبار کا وہ آرٹیکل دیکھا جاوے - جو ۸ جولائی کے روزانہ مین اخبار اور ہمارا طرز عمل کے عنوان سے دیا گیا ہے - جسکی نقل ہمنے ۲۴ جون کے البدر مین دی ہے - اور اوس اخبار مین ان کے فعل کا نمونہ بھی دکھایا ہے - جو کہ قول کے بالکل خلاف ہے -

پیسہ اخبار کے اس آرٹیکل مین مسٹر محبوب عالم نے اخبار نویسون کو اس لئے ملزم کیا تہا - کہ ایک خبر کی صحت اور تصدیق مین وہ پورا حق ادا نہین کرتے چنانچہ اس کی تائید مین انہون نے سلف صالحین کے اس طریق تصدیق کو پیش کیا ہے - جو ایک مسئلہ اور خبر کی تحقیق کے لیئے وہ برتتے تھے - اور جب تک پورے طور سے خبر کے راوی کی سچائی اور دیانت وغیرہ کا حال دریافت کر کے اُسے قابل اعتبار نہ سمجھ لیتے - تب تک اس کی اشاعت حرام خیال کرتے - مسٹر محبوب عالم جیسے ایڈیٹر کی شان کے شایان تو یہ تہا - کہ ایک ایسے آرٹیکل کو اپنے قلم سے نکالنے کے بعد وہ اپنا عملی نمونہ اخباری دنیا مین سب سے اول پیش کرتے - اور اپنے اخبار مین کسی ایسی خبر کو جو پورے طور پر تصدیق نہ ہوئی ہو - درج نہ کرتے - لیکن افسوس کہ جس بات کو وہ دوسرون کے لئے چاہتے ہین - اپنے نفس کے لئے اوسے ہرگز پسند نہین کرتے - (اور یہی وہ بات ہے جسے آج کل مسلمانون نے چھوڑ رکھا ہے - اور ذلت اور تباہی کے گڑھے مین اوندھے منہہ گر رہے ہین - سرور عالم آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ مقدس قول ہے - کہ کوئی تم مین سے مومن نہین ہو سکتا - جب تک کہ وہ دوسرے کیلئے وہی بات پسند نہیں کرتا - جو اپنے لئے کرتا ہے - لیکن آج کل مسلمانون کا عمل درآمد بالکل اس کے خلاف ہے - خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا) اور یہی وجہ ہے - کہ ان کو آخر کار تو بڑی بڑی ندامت کا نشانہ ہونا پڑتا ہے اور بعض اخبار نویس عالم الغیب نہین ہوتے ہا - جیسے آرٹیکل لکھ لکھ کر دا غ ندامت کو دھوتے ہین - اور نامہ نگار وں کو بدبخت - دشمن عقل - ظالم - وغیرہ الفاظ سے یاد کرتے ہین - بھلا ان سے کوئی پوچھے - کہ اخبار نویسی کی جس طرز کی آپ نے مدح سرائی کی تہی - کیا اوس مین تو عالم الغیبی کی بھی کوئی شرط لگائی تھی - آپ کو کس نے مجبور کیا ہے - کہ جو خبر کسی غیر معتبر - بدبخت کیطرف سے آوے - تو آپ اس پر ضرور اعتبار کر لین - خصوصاً وہ خبرین جو کہ کسی ذیشان کی وفات یا معاملات کے متعلق ہون - اور پھر طرہ یہ ہے - کہ جب مولوی محمد عثمان صاحب اور مولوی حسن محمد صاحب کی زندگی مین اُن کے کسی دشمن نے اُن کی وفات کی خبر چھپوا دی ہے تو مسٹر محبوب عالم صاحب اب اُن کو لکھتے ہین - کہ ان ہر دو صاحبون کو چاہیئے کہ غلط خبرین چھپوانیوالے کا پتہ لگائین - اور عدالت سے چارہ جوئی کرین - نہین معلوم کہ اُن کو اس سر دردی کی کیا ضرورت ہے - غلطی کرین - مسٹر تو محبوب عالم - اور اُس کا خمیازہ اُوٹھاوین - مولوی صاحبان کیا نہین کفارہ کا مسئلہ تو ذہن نشین نہین ہے - کہ گناہ کرے - تمام جہان - اور صلیب پر چڑھین - یسوعؑ مسیح - کسی نے سچ کہا ہے

آسان نہیں ہے رشتہ الفت کا توڑنا
مشکل ہے بالے پن کی محبت کا چھوڑنا

تحقیق اور تصدیق کے طریقہ پیش کرنے کے بعد اب یہ عذر کام نہیں آسکتا - کہ فلان لنڈن کے اخبار مین بھی - ایسی غلطی ہو گئی تھی - کیونکہ جب ایک طریق کو تم خود پیش کرتے ہو - تو خود اوس پر عمل درآمد کیون نہیں کرتے - پھر ہمین یہ بھی نہیں معلوم کہ آپ کو معذرت کی ضرورت کیون پیش آئی - جس حالت مین خلاف واقعہ - اور بلا تحقیق واقعات کو لکھ دینا آپ کے نزدیک جائز ہے - تو پھر آنسو پونچھنے سے کیا فائدہ - گذشتہ نظیر نہیں - ایک تازی نظیر - اپنی اس کرتوت کی اور لو - کہ آپ نے ۱۰ جولائی کے روزانہ مین حضرۃ مرزا صاحب کے متعلق ایک خبر لکھی ہے -

"مرزا صاحب نے اپنی عمر ۶۵ سال کی لکھائی ہے حالانکہ آپ اپنی کتاب اعجاز احمدی صفحہ ۳ سطر پندرہ مین لکھتے ہین - کہ عبد اللہ آتھم سے مباحثہ اور پیشگوئی کیوقت آپکی عمر ۶۴ سال کی تھی - وہ مباحثہ ۱۸۹۳ء مین ہوا - ... باوجود گذرنے دس سال کے صرف آپ کے سن مین ایک سال کی ترقی ہوئی ہے"

کوٹیشن مین پیسہ اخبار کی عبارت ہے - اور جسپر ہمنے خط دیا ہے - وہ اصل کتاب کی عبارت قرار دی گئی ہے - جسمین عمداً اخفائے حق کو مد نظر رکھا گیا ہے - اصل عبارت اعجاز احمدیہ کی جو صفحہ ۳ سطر ۱۵ مین ہے وہ یہ ہے

"اس کی عمر تو میری عمر کے برابر تھی - یعنے قریباً ۶۴ سال کے - اگر شک ہو - تو اس کی پنشن کے کاغذات دفتر سرکاری میں دیکھ لو - کہ کب اور کس عمر مین اُس نے پنشن پائی - ... خدا کی لعنت اُن لوگون پر جو جھوٹ بولتے ہین - جب انسان حیا کو چھوڑ دیتا ہے - تو جو چاہیئے - بکے کون اُسے روک سکتا ہے"

اس عبارت سے یہ امر صاف عیان ہے - کہ حضرۃ مرزا صاحب نے کتاب اعجاز احمدی کی تصنیف کو کیوقت جو آپکی عمر تھی - اوس کا مقابلہ عبد اللہ آتھم کی عمر سے کیا ہے - (اعجاز احمدی دسمبر ۱۹۰۲ء کی تصنیف ہے) اور کتاب البریہ صفحہ ۱۴۶ حاشیہ کی سطر ۷ مین آپ تحریر فرماتے ہین - کہ اب میری ذاتی سوانح یہ ہیں - کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء مین سکھون کے اخیری وقت مین ہوئی ہے - اور مین ۱۸۵۷ء مین سولہ برس یا سترہوین برس مین تہا - اب حساب کر لو - کہ ۱۹۰۲ء مین آپ کی عمر ۶۴ سال کی ہونی چاہیئے تھی - یا کہ نہین - اور عبد اللہ آتھم کی ۶۴ سال کی عمر آپنے انعامی اشتہارات مین لکھی ہے - دیکھو اشتہار فتح اسلام ستمبر ۱۸۹۴ء صفحہ سطر ۴ - اگر آتھم صاحب ۶۴ برس کے ہین - تو عاجز قریباً ساٹھہ برس کا ہے - اشتہار انعامی تین ہزار صفحہ ۲ سطر ۲ اگر آپ ۶۴ برس کے ہین - تو میری عمر بھی قریباً ساٹھہ کے ہو چکی ہے

ان عبارات مین لفظ قریباً قابل غور ہے - پھر اسی اشتہار صفحہ سطر ۲ مین صاف لکھا ہے - حالانکہ اُنکی عمر کچھہ ایسی بڑی نہیں - بلکہ میری سے چند سال ہی زیادہ ہین - کیا آپ کو شرم آئی ہوگی؟ - کہ جبکہ ۱۸۹۴ء مین تو مرزا صاحب اپنی عمر عبد اللہ آتھم سے کم تلاتے ہین - تو ۱۹۰۲ء مین آپ کی عمر عبد اللہ آتھم کی برابر ہونا کوئی خلاف واقعہ امر نہیں ہے - بہ نسبت کسی دوسری خبرون کے - حضرۃ مرزا صاحب کے متعلق ہر ایک خبر کو تحقیق کرنے کا ایک بڑا معتبر ذریعہ آپ کے پاس خود کارخانہ مین موجود ہے - اگر آپ تحقیق کر لیا کرین - تو تو پبلک کو بھی معلوم ہو جایا کرے - کہ آپ اپنے مضمون بعنوان "اخبار اور ہمارا طرز عمل" - مطبوعہ روزانہ تو پیسہ اخبار مورخہ ۸ جولائی ۱۹۰۴ء کے کہانتک پابند اور اُسپر عامل ہین - ورنہ یہ مثل ضرور صادق آئیگی - کہ ہاتھی کے دکھانے کے دانت اور ہوتے ہین - اور کھانے کے اور - کیا ایڈیٹر پیسہ اخبار "اخبار اور ہمارا طرز عمل" والے مضمون کو قائم رکھنے کے لئے آئندہ ہر ایک خبر کی تحقیق کر لیا کریگا؟ کاش خدا آپ کو سمجھ دے - کہ تم ایک خدا کے برگزیدہ

ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھی

گذشتہ اشاعت سے آگے

(۱۴) دجالون ثلثون والی حدیث ٹھیک ہی سہی مگر اے بدنصیب قوم کیا تیری قسمت میں ہمیشہ کے لئے دجال ہی لکھے ہیں۔ کیا کوئی کبھی خدا کا مرسل تمہاری رہبری کے لئے نہیں آئے گا؟ اچھی طرح سوچ اور سمجھ۔ آخر خدا کے آگے حاضر ہونا ہے اور اپنے اعمال وعقائد کا جواب دینا ہے یہ دریدہ دہنی وہاں کام نہیں آئے گی۔

(۱۵) بل رفعہ اللہ سے اگر عزت کی موت مراد ہے تو اس سے یہ مطلب تو نہیں کہ صلیب پر قتل ہوئے۔ اس بات کی تو نفی ہے (ما قتلوہ یقینا) اور بل رفعہ اللہ سے اس امر کا اثبات مطلوب ہے کہ وہ کامیابی کے ساتھ اپنی طبعی عمر کو پہونچکر ۱۲۰ سال میں فوت ہوئے اور یہ وفات کوئی معمولی وفات نہیں تھی بلکہ کامیابی کے ساتھ تھی۔ اسلئے بطور نعمت یاد دلائی گئی۔

(۱۶) ما قتلوہ یقینا سے جس حیات کا ثبوت ملتا ہے اسکے ہم قائل ہیں۔ ہم تو حیات ابدی (جسکے آپ لوگ قائل ہیں) کے منکر ہیں۔ وہ ما قتلوہ کا نتیجہ نہیں بلکہ شرک نجس ہے۔ جس سے بچنا شیوہ مسلمانی ہے اور بل رفعہ اللہ میں موت کا مفہوم داخل ہے۔ اماتہ اللہ اسلئے نہیں کہ اس سے معمولی موت ثابت ہوتی تھی۔ حالانکہ ان کا مرنا کوئی معمولی مرنا نہ تھا بلکہ پوری پوری کامیابی اور اپنے اہم فرض نبوت کی ادائیگی کے بعد تھا جس سے یہود مانع آتے تھے۔ وہ لعنتی تو اسے ملعون بنانا چاہتے تھے مگر خدا نے انہیں (عیسٰے مسیح کو) عزت کے ساتھ دنیا سے اٹھایا۔ عدم قتل سے موت کی بالکل نفی تو ثابت نہیں ہوتی۔ کہ اب عیسٰے نے مرنا ہی نہیں۔ اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ صلیب پر نہیں مرے۔ نہ یہ کہ بعد میں کسی اور عارضہ سے بھی نہیں مرے۔ رفعہ اللہ کے لانے میں جو خوبیاں تھیں وہ ہم بیان کر چکے۔ جب رفعہ اللہ الیہ سے موت ثابت ہو سکتی ہے تو کیا ضرورت تھی بل توفاہ ورفعہ اللہ سے بے جا کلام کو طول دینے کی۔ اور اگر رفعہ اللہ سے موت ثابت نہ ہو تو بھی کچھ حرج نہیں اس سے زندہ ہونا بھی تو ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ الی اللہ مع جسم عنصری محال ہے۔ کیونکہ خدا کسی خاص جگہ میں بقید جسم نہیں اور متوفیک ورافعک میں رافعک حشو نہیں ٹھہرتا۔ اسکے لانیکی وجہ یہ ہے کہ متوفیک عام ہے اسسے رد جسکے رفع کا ثبوت نہیں ملتا۔ کہ ضرور یہی علیین کی طرف گیا حالانکہ اسی رفعت کے بارے میں یہود کا اعتراض تھا۔ موت کے بعد لعنتی کی روح آسمان کیطرف نہیں جاتی۔ حضرت مرزا صاحب اور انکے متبعین تو بار بار پکار پکار کر سنا رہے ہیں کہ موت صلیب پر واقع نہیں ہوئی مگر معلوم نہیں کہ آپ کس خیال سے انہیں یہود کا ہم خیال ٹھہراتے ہیں اور لکھتے ہیں "مرزا جی یہود کے حامی ہیں"

(۱۶) خاتم النبیین کے یہی معنے ہیں کہ انپر نبوت کے کمالات ختم ہو چکے۔ اب اسکے بعد کوئی نیا دین نہیں۔ یہی شریعت۔ یہی کتاب تا روز قیامت رہیگی۔ حضرت عائشہ صدیقہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ جبھی فرمایا عن عائشہ رضی اللہ عنھا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی من بعدہ۔ اگر کہیں کہ لا نبی بعدی آیا تو ہم اس سے نبی تشریعی مراد لینگے کیونکہ لا نبی بعدی فرمانے والے نے ہی یہ فرمایا کہ آخری زمانے میں عیسٰے نبی اللہ آئینگے۔

(۱۷) اگر عربی عبارات میں صرفی نحوی غلطیوں کا امکان تسلیم کیا گیا ہے۔ تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ حضرۃ مسیح موعود ؑ کے الہامات غلط ہوتے ہیں۔ کل کتابوں کی عبارت کے ہر ایک فقرہ کی نسبت الہامی ہونے کا دعوےٰ نہیں۔ ہاں جن کتابوں کے بقابل کتابیں لکھنے کیلئے تحدی کیگئی ہے انکی مثل کوئی نہیں لاسکتا۔ دیکھئے احمد حسن شوکت بھی باوجود دعوےٰ مجدد السنۃ مشرقیہ کے کسی عربی کتاب کا جواب نہیں لکھ سکا اور نہ انشاءاللہ مثل بنانے پر قادر ہوگا۔

(۱۸) مجسم شئے کے آسمان سے نازل ہونیکے ثبوت میں ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء پیش کرنا بیموقعہ ہے کیونکہ یہ آسمان سے اترنا ایسا ہی ہے جیسے چارپائے۔ پتھر۔ زنجیرہ ہر ایک چیز کی آسمان سے اترنے کا بیان ہے۔

(۱۹) گورنمنٹ کی تعریف میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ صرف اظہار حق ہے اور اگر تعظیمی الفاظ ہیں تو وہ بھی قرآن کریم کے احکام کے مطابق۔ یہ چاپلوسی نہیں بلکہ بادشاہ وقت کی اطاعت تو سب مسلمانوں پر فرض ہے جنکے دل میں باغیانہ خیال ہوں انہی کو اپنے شہنشاہ کی مدح اور پہر واجبی مدح بری معلوم ہوتی ہے۔ یہ امر کسر الصلیب کے مخالف نہیں۔ نہ صلیب پرستی پر دال ہے۔ حضرت صلیب کا دارومدار موت مسیح پر تھا جو ثابت ہو چکی۔ پس اب کسر صلیب میں کیا شک رہ گیا۔ آنکھیں کہولو اور دیکھو کوتاہ نظروں کے لئے اگر اس حقیقت کا انکشاف بعد از وفات سیدنا المسیح الموعود ہو تو یہ امر منافی رسالت و امامت آنحضرت نہیں۔ کیونکہ نبی کریم صلعم کی تمکین دین اور بعض فتوحات موعودہ خلفا ہی کے عہد میں ہوئی تہیں نہ خود جناب رسالتمآب کے دست مبارک پر۔ باقی رہی یہ بات کہ "بھلا ایک سؤر کو مار تو دکھائیں" اور جنگل میں شکار کھیلنے جائیں "۔ سو حضرت! اس قسم کا شوروں کو مارنے والا مہدی یا مسیح آپ ہی کو مبارک ہو۔ (احمدی گجراتی)

حمد

برنظم حضرت اقدس مسیح موعود و مہدئ معہود علیہ السلام

ازخاکسار محمد عبد الغنی صفدر امرتسری احمدی۔

جب سے بیڑا طلب حق کا اٹھایا ہم نے
عقل کو صرف کیا جاں کو کہپایا ہم نے
جسقدر زور لگانا تہا لگایا ہم نے
(ہر طرف فکر کو دوڑا کے تہکایا ہم نے
کوئی دیں دین محمد سا نپایا ہم نے)

جب کہ تحقیق وتقابل کیطرف ہم آئے تو
اپنے قول اہل مذاہب نے ہمیں سمجہائے
نقص ہی نقص سب ادیان وملل میں پائے
(کوئی مذہب نہیں ایسا جو نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغ محمد ہی سے کھایا ہم نے)

بات ہم بغض وحسد سے نہیں کرتے اصلا
ہم نے انصاف سے ہر دین کو دیکھا بہالا
ایک اسلام ہے ظلمت سے مبرا پایا
(اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تہا
کوئی دکہلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے)

جسقدر عالم وفاضل ہیں یہاں دانشمند
ہمیں طعنوں سے جو پہنچاتے ہیں ہر وقت گزند
ان میں اک شخص بھی اصلا نہیں انصاف پسند
(آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند لو
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے)

باقی دارد

مرزا حیرت کے حیرت انگیز مضامین کی حقیقت

نمبر ۱۱

چونکہ کرزن گزٹ کے دو نمبرون یعنی مورخہ ۱۵ ار جولائے اور یکم اگست مین حیرت صاحب نے اُس مسلسل مضمون کے علاوہ جو اُنہون نے جاری کیا ہوا ہے - دو اور جگہ بہی ہو ہماری مشن کے متعلق ریمارکس کئے ہین - اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے - کہ ہم بہی اس نمبر مین ان دونون مقامات کی بابت اظہار رائے کر دین - اور پہر اُس کے بعد پہر اپنے اُسے قدیمی سلسلہ کو جاری کرین - تاکہ یہ دو مقامات بغیر توجہ کئے نظر انداز نہ ہو جاوین ؀

پہلا موقعہ ۱۵ ار جولائی سنہ ۱۹۰۲ء کے اخبار مین صفحہ ۷، کالم ۳ پر حیرت صاحب نے ایک مراسلت چہاپی ہے - جس کے کاتب کوئی محمد احسن صاحب ہین - مراسلت سے یہ نہیں معلوم ہوتا ہے - کہ وہ کس جگہ سے بھیجی گئی ہے - اور اس کا مضمون یہ ہے - "میرے ہان چند اشخاص مسمی کلو و شیخ جو کہو ہو وغیرہ ایک مدت دراز سے مرزا کے معتقد اور جان نثار تہے - .. .. .. وہ سب ایک روز مولانا ہو ابو المحمود مولوی محمد حامد علی نعمانی ظہور آبادی غازی پوری کی خدمت مین حاضر ہوئے - بمقدمہ مذہب مرزائی چھیڑ چہاڑ شروع ہوئی - کہ آیا یہ مذہب حق ہے - یا باطل - تو فوراً مولانا نے فرمایا - کہ باطل ہے - اور اُس کا باطل ہونا قرآن و حدیث سے ثابت بہی کر دیا - اور فرمایا - جو شخص اُسے اختیار کریگا - جہنم اس کا ٹہکانا ہوگا - الغرض مولانا کے پند و نصائح سے نیز مولانا مرزا حیرت صاحب کے سلسلہ مضمون نمبر الغایت نمبر ۹ نے ان کو سچے مذہب کا گرویدہ بنا دیا - اور وہ مرزائی مذہب سے تائب ہو گئے - اول تو اس مراسلت سے کچہہ نہیں معلوم ہوتا ہے - کہ آیا یہ فرضی نام ہین یا اصلی ہین - اور وہ کون سے اشکال پیش آئے - کہ ایک ہو گروہ کثیر کے تائب ہونے کا ذکر کیا گیا - لیکن نہیں لکہا گیا - کہ یہ واقعہ کس جگہ کا ہے - اس کا ٹہیک پتہ نشان کچہہ ہے ہی یا ان واقعات کا ٹہکانہ عدم آباد ہے - اس لئے اس مراسلت کیطرف توجہ کرنے کی ضرورت نہ تہی لیکن محض حیرت صاحب کے خاطر" اگر فرضاً یہ واقعہ صحیح بہی سمجہا جاوے - تو اس حالت مین چند ریمارکس اس پر کر دینے ضروری معلوم ہوئے -

حیرت صاحب ایسی باتون کا نہ ہم پر کچہہ اثر ہی اور نہ ہمارا کچہہ بگڑ سکتا ہے - اگر فرضاً چند آدمیون کا حشر ایسا ہو بہی گیا - تو تعجب کی کیا بات ہے - یہ بہت معمولی باتین ہین - جنکی طرف تمکو توجہ بہی نہ کرنی ہو چاہیئے تہی - اور تم ایسا ہی کرتے - اگر تمہارا حافظہ اچہا ہوتا - اور تمنے ان تعلقات پر کبہی غور کیا ہوتا - جو مولی کریم کا مصلحان قوم کے ساتہہ ہوتا ہے - لیکن تم تو صرف نقال ہو - جو واقعہ کہین سے ملے - اس کو موقعہ پر نقل کر لیا - اور بس - اگر تم کو ہماری بات کا یقین نہ آوے - تو دیکہو اور غور سے دیکہو - معمولی طور پر نہیں - بلکہ آنکہین کہولکر دیکہو - اور سیرت محمدیہ کا صفحہ ۲۵۵ بہت غور سے پڑہو - جہان تمنے میور کے ایک اعتراض کا اپنے وہم مین جواب دیا ہے - اور لکہا ہے - "یکایک یہودیون کا ایمان نہ لانا - یا ایمان لاکر پہر جانا یہ اُنکی صدیون کی شقاوت تہی - جو ان کے دلون پر بیٹہی ہوئی تہی - اور جس نے اپنا اثر ان کے خون مین کر لیا تہا - .. .. .. الخ" - سو اب حیرت صاحب اسے اپنے منطق کیموافق آپ ہماری طرف سے بہی جواب سمجہہ لیوین - کیونکہ زمانہ موجودہ کی صدیون کی شقاوت کے تم خود قائل ہو - جس کا ذکر تم اسی نمبر میں کسی جگہ پڑہو گے - اور اس صدیون کی شقاوت کا جو اثر ہو مسلمانون پر پڑا ہے - اُس کا خاکہ تمنے مفصلہ ذیل پیٹنٹ الفاظ مین کہینچا ہے - "ہند کے مسلمانون نے اس بات کا ثبوت دیدیا ہے - کہ وہ مٹکے رہینگے - اور جو شخص ان کے مٹنے سے بچانے کی کوشش کرے وہ مجنون ہے" - دیکہو گزٹ مورخہ یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء ص ۱ کالم ۲

پس اب اس مذکورہ بالا بیان کے بعد ایک حرف بہی کہنے کیضرورت نہین ہے - اگر وہ واقعہ جو مراسلت مین لکہا گیا ہے - بفرض محال درست بہی ہو تو یہ بہت معمولی بات ہے - اور اس قسم کی نظرین ہمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی بہت ملتی ہین - اور یہ بات اظہر من الشمس ہے - کہ منافق کس کثرت سے تہے - انہون نے کیا کیا غضب ڈہایا تہا - خود تمہاری ہی تصانیف بہی اُسکی شاہد ہین پس احمدی جماعت کے لئے اس قسم کے واقعات بالکل معمولی بلکہ وہمی ہین - جنکی ایک وجہ یہ مفصلہ ذیل ہو حدیث بہی ہے - جو ہدیہ مہدویہ کے ص ۱۱۲ سے نقل کیجاتی ہے ؀

اخرج نعیم بن حماد عن محمد ابن الحنفیۃ قال کنا عند علی فسالہ رجل عن المھدی فقال ہیھات ثم عقد بیدہ تسعا - فقال ذالک یخرج فی اخر الزمان - اذا قیل للرجل اللہ اللہ قتل فیجمع اللہ لہ قوما قزعا کقزع السحاب یولف بین قلوبھم لا یستوحشون الی احد خرج منھم ولا یفرحون باحد دخل فیھم علی عدۃ اصحاب بدر لم یسبقھم الاولون ولا یدرکھم الاخرون وعلی عدۃ اصحاب طالوت الذین جاوزوا معہ النھر ⁂ **ترجمہ** - نعیم بن حماد نے حضرت محمد بن حنفیہ سے روایت کی ہے - کہ وہ کہتے تہے - کہ ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس بیٹہے ہوئے تہے - ایک شخص نے اُن سے مہدی کی نسبت سوال کیا - تو انہون نے کہا - کہ ابہی دور کی بات ہے - پہر ہاتہہ سے نو کی صورت بنائی - اور کہا - کہ وہ آخری زمانہ مین خروج کریگا - جبکہ آدمی کو کہا جائیگا - کہ اللہ سے ڈرو - اور جب وہ ظاہر ہوگا - تو اس کے پاس اللہ تعالی ایک ایسی جماعت جمع کرے گا - جو ابر بہار کی طرح آنسو بہایا کریگی اور ان کے دلون مین اُلفت ہوگی - اور نہ وہ کسی کے جانے پر وحشت کرین گے - اور نہ کسی کے آنے پر اترائین گے - اور ان کی تعداد اصحاب بدر کی تعداد کے برابر ہوگی - نہ پہلے لوگ اُن سے ہو سبقت لے گئے ہون گے - اور نہ پچہلے لوگ آنیوالے اُن کے مرتبہ کو پہنچین گے - اور وہ اصحاب طالوت کے برابر ہون گے - جو ان کے ہمراہ نہر سے پار اُترے تہے" ؀

دیکہا حیرت صاحب جبکہ احمدی جماعت کی یہی ہو تعریف ٹہیری - کہ نہ کسی کے چلے جانے پر متوحش ہون گے - اور نہ داخل ہونے پر خوشی سے چہلانگ اترائین گے - تو تمہاری ایسی فضول باتین بالکل بے سود ہین ؀

دوسرا موقعہ کرزن گزٹ مورخہ یکم اگست سنہ ۱۹۰۲ء اس مین حیرت صاحب نے سنہ ۱۸۹۱ء مین حضرت اقدس کی ملاقات کے متعلق کچہہ حالات لکہے ہین - مین اس جگہ تفصیل سے بحث نہیں کرونگا - بلکہ اصل مضمون مین جو حیرت صاحب نے نکتہ چینیان کی ہین - ان کا جواب دیتے وقت سنہ ۱۸۹۱ء والے واقعات پر بحث کرون گا - فی الحال صرف دو باتون کا اظہار کرنا چاہتا ہون - کہ جس جگہ سے حیرت صاحب نے یہ لفظ طفلانہ حرکتون والا لیکر استدبحث کی ہے - ایسی جگہ اور بہت سی باتین لکہی تہین - اور چند

سوالات بھی کیئے گئے تھے۔ جن کا اول جواب دینا خود حیرت صاحب کے لئے ضروری تہا۔ لیکن اُن کو نظر انداز کردیا ہے۔ سو مشفق من شرمندگی کی اس میں کیا بات ہے جبکہ تمکو پے در پے الہام ربانی سے ایک بات معلوم ہوئی تہی۔ اور تم مدعی بنے تھے۔ تو ایمانداری کی تو بات یہی ہے کہ یا تو ان کا اقرار کرلو۔ کہ وہ شیطانی وسوسہ تہا۔ جو بعض ان وجوہات سے دل مین پیدا ہو گیا تہا۔ ورنہ ان سوالات کا جو ۸۔ ۱۶ ؍ جون کے البدر مین کئے گئے ہین۔ معقول جواب دو۔

دوسری بات جس کا اس وقت مین تم سے پوچہنا چاہتا ہون۔ وہ یہ ہے۔ کہ حیرت صاحب نے اپنی عادت کے موافق ان واقعات کو بہت ہی چبا چبا کر لکہا ہے۔ اور بہت حالات خلاف واقعہ ہین۔ جن پر عنقریب وہ تفصیل سے بحث البدر کے کالمون مین پڑہ لین گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ فی الحال وہ ہم کو یہ بتادیوین۔ کہ اس موقعہ پر جب تم حضرت اقدس سے ملنے آئے تھے۔ آیا تم نے یہ ظاہر کیا تہا۔ یا نہین۔ کہ تمہارے یہ اظہار لینے کیواسطے مین گورنمنٹ کیطرف سے آیا ہون۔ اگر یہ ظاہر نہین کیا تہا۔ تو کیا اس قسم کے سوالات جو تم نے اب چہاپے ہین۔ کرنے کے تم مجاز تھے۔ یا نہین تہے اور آیا تم اس انکار کی بابت کہ تمنے گورنمنٹ کے متعلق اشارہ نہیں کیا تہا۔ حلف اٹہا سکتے ہو؟

دوم آیا تمہاری ان بے عنوانیونکی بابت تمہاری حقیقی والدہ صاحبہ نے تم کو کچہ سرزنش کی تہی یا نہین۔ جس کی اس وقت تم نے کن الفاظ مین معافی مانگی تہی۔ اور تمنے ان کی ارشاد پر کس قدر سعادت مندی دکہائی؟

آیا تم اپنے اس وقت کے مسیحت کے دعوے کے اظہار سے بوجہ پے در پے الہام ربانی سے اختیار کیا تہا۔ کسی الہام کی بنا پر دست کش ہوئے تھے یا تمہارے الہام ربانی تمہاری والدہ صاحبہ کے منہہ کی پہوکون سے اُڑ گئے تہے؟

فی الحال اسیقدر دریافت کرلینا کافی ہے۔ اس کا جواب مل جانے پر جب ہم اس معاملہ پر بحث کرینگے تو بہت سے واقعات کا اظہار ان شاء اللہ تعالےٰ اس زمانہ کے اخبارات کے بعض مضامین کے حوالہ سے بیان کردینگے

(راقم ایک احمدی)

(دیار زندہ صحبت باقی)

؎ ؎ ؎ باقی آیندہ ؎ ؎ ؎

عالم اخبار

کیا شافعی فرقہ مسلمان نہین؟

—— ۹ ؍ اگست سنہ ۰۴ء کے روزانہ مین مسٹر محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار نے ایک خبر شایع کی ہے۔ جس کا عنوان "نومسلم" ہے اور لکہا ہے۔ کہ بروز جمعہ شاہی مسجد لاہور مین ۶ کس مسلمان ہوئے۔ تین بدو شافعی مذہب رکھتے تھے۔ حنفی مذہب مین داخل ہوئے۔ ایک ہندو مرد ایک ہندو عورت۔ اور ایک خاکروب۔ اس مضمون سے ظاہر ہے۔ کہ شافعی مذہب کے لوگ مسٹر محبوب عالم کے نزدیک مسلمانون مین داخل نہیں ہین۔ اور وہ صرف حنفی مذہب کے لوگون مسلمان خیال کرتے ہین۔ خاک ایسی سمجہہ پر؟

—— امریکہ مین علم سائینس کے ایک ماہر نے تحقیقات کے ذریعہ سے معلوم کیا ہے۔ کہ علی الصباح سوتے سے اُٹھنے سے انسان پاگل ہو جاتا ہے

—— مسجد۔ روزانہ پیسہ اخبار اللواء کے حوالہ سے لکہتا ہے۔ کہ لنڈن مین پہلے سے بہت مسجدین موجود ہین۔ اور مسلمانون کی بہی کثیر تعداد ہے۔ لیکن حال مین معزز لوگون نے ارادہ کیا ہے۔ کہ ایک عالی شان مسجد بنوائی جاوے۔ جس کی بنیاد بہی چندہ کرکے ڈالدی گئی ہے۔ قاہرہ مین جو اعلےٰ سے اعلےٰ مسجد ہے۔ یہ اسکی نقل ہوگی۔ باہر سے اس کا رنگ سبز اور اندر سے چمکدار ہوگا۔ اور اس قدر وسیع ہوگی۔ کہ تین ہزار آدمی آرام سے نماز پڑہ لین۔ لیکن اگر ایسے مسلمان ایڈیٹر ایک لاکہہ بہی انگلینڈ مین آباد ہون۔ جو مسجد کے بننے پر تو خوش ہون۔ لیکن نماز کے نزدیک تک نہ جاوین۔ تو ان کو ایسی مسجد سے کیا فایدہ؟

—— لاہور کی اسسٹنٹ سرجن کلاس مین پچیس ۲۵ طالب علمون مین سے اکیس طالب علم پاس ہوئے۔ ایک کا نتیجہ زیر تجویز ہے۔

—— عیسائیون کے گہر کا کہانا جایز ہے۔ کہ نہیں یہ ایک استفسار پیسہ اخبار نے چودہوین صدی سے نقل کیا ہے۔ اور اس پر آپ ہی مفتی بن کر رائے زنی کی ہے۔ شریعت اسلام مین دینی امور کی نسبت اُوسی شخص کی رائے تسلیم کیجاتی ہے۔ جو کہ ارکان اسلام کا پابند اور متقی شخص ہو۔ ہم نہیں سمجہہ سکتے۔ کہ اس قسم کی شرائط کو مد نظر رکہہ کر اخباری ایڈیٹرون اور مصنوعی ریفارمرون کو کہان تک فتوون مین دخل اندازی کا حق ہے۔

پبلک کی آگاہی کے لئے ہم زمانہ کے امام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب اور خلیفہ کا فتویٰ کا خلاصہ درج کرتے ہین۔ جو کہ ابہی تہوڑے دن ہوئے البدر مین شایع ہو چکا ہے۔ کہ اسوقت کے اہل نصاریٰ نے دینی تعظیم اور حدود کو بالکل فرو گذاشت کردیا ہے۔ اور حلت اور حرمت مین کوئی تمیز یہ لوگ نہیں کرتے۔ اس لئے شبہ ہے۔ کہ اُنکے کہانون مین سور کی چربی ہو یا مردار وغیرہ کی آمیزش ہو۔ اور اسی لئے اُنکے کہانے کا استعمال اہل اسلام کو جایز نہیں اور قرآن شریف مین اہل کتاب کا لفظ کثرت سے اہل یہود پر استعمال کیا گیا ہے۔ اور دراصل صاحب کتاب بھی یہودی ہی تھے۔ جو کہ شریعت کے وارث تھے۔ انجیل کوئی شریعت نہیں لائی۔ اس لئے بہی اہل کتاب سے یہودی مراد ہین۔ اور اُن کے ذبح وغیرہ اور طعام اہل اسلام کے لئے حلال ہین۔ اور یون بہی دیکہا ہے کہ یہود لوگ کہانون اور ذبحون مین مذہبی شعار اور حدود کے بڑے پابند ہین؟

—— سلطان المعظم یعنے سلطان روم کی منجہلی شاہزادی نعیمہ سلطانہ کے خاوند کمال الدین بادشاہ جو کہ غازی عثمان کے منجہلے بیٹے ہین۔ ملک و ملت کی بد خواہ جماعت مین جو تہرکی ینگ پارٹی کے نام سے مشہور ہے۔ شامل ہو کر ملک سے بہاگ گئے۔ اور ملک اور سلطنت کو نقصان پہونچانے کی کوشش مین ہین۔ شاہزادی صاحبہ نے اپنی مجرمانہ حرکت سے بیزار ہو کر فسخ نکاح کرادیا ہے؟

(نیر آصفی)

—— جاپانی فوج لیاؤ یانگ اور سوگڈین کو دارالسلطنت منگولیا) پر یکبارگی حملہ کرنیوالی ہے۔

—— دولاکہہ جاپانی فوج پورٹ آرتھر کی تسخیر کے درپے ہے؟

—— ۳ ؍ اگست کو برٹش فوج لاسہ دارالسلطنت تبت مین داخل ہوئی۔ لامہ ۵ امیل اندر چلا گیا ہے۔ ۳ سال تک کسی سے نہ ملیگا۔ اور کسی فوج کو شہر لاسہ مین داخل ہونے کی اجازت نہیں؟

؎ لکنت کا علاج ؎

ایک شخص نے اپنے حالات بذریعہ خط کے حکیم نورالدین صاحب کو اس طرح سے لکہے۔ وہ ایک لکنت والے اوستاد سے عربی پڑہا کرتا تہا۔ اور اُسے لکنت کرتے ہوئے دیکہکر زبان ہی لکنت کرنے لگی۔ حتےٰ کہ اُسے یہ مرض ہو گیا۔ اور یہان تک ترقی کی۔ کہ اس نے بولنا ترک کردیا۔ بہت علاج کئے مگر فائدہ نہ ہوا۔ حکیم صاحب کے اُسے جو علاج لکہا۔ وہ یہ ہے

علاج۔ خداتعالی کی ذات سے مایوس نہ ہونا چاہیئے وہ لکنت کو بہی دور کرسکتا ہے بادام مغز مقشر اور مصری کو صبح کہایا کرے